سینٹ میریز کانونٹ گرلز ہائی سکول

جماعت:نہم　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مضمون:اسلامیات

نوٹ:فرسٹ سمیسٹر کے نوٹس مکمل یاد کریں۔سورہ انفال رکوع نمبر۶،۷،۸ کا ترجمہ اور مشقی سوالات مکمل لکھنے اور یاد کرنے ہیں۔ حدیث نمبر۶ کی تشریح بھی لکھیں اور یاد کریں۔

نوٹ: جماعت ہشتم (کلاس ۸) میں کیے گئے تمام نوٹس سورہ انفال ، احادیث اور موضوعاتی مطالعہ کو بھی اچھی طرح یاد کرلیں اور فرسٹ سیمیسٹر (کلاس۹) کے نوٹس کو بھی یاد کریں۔

رکوع نمبر۶:التمارین

سوال۱: کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو کون کون سے کام کرنے اور کن باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب: کفار کے ساتھ مقابلے کی صورت میں مسلمانوں کو درج ذیل کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے:

۱۔ثابت قدم رہو اور کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کرو۔

۲۔اللہ کا کثرت سے ذکر کرو۔

۳۔اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

۴۔جنگ میں آنے والی مصیبتوں کا صبر سے مقابلہ کرو۔

۵۔غرور،تکبر اور اترانے سے بچیں۔

مسلمانوں کو درج ذیل باتوں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۱۔آپس میں جھگڑا کرنے سے بچیں۔

۲۔تکبر،ریاکاری نہ کرو اور اترانے سے بچیں۔

سوال۲:غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی نصرت کے لیے نازل ہونے والے فرشتوں کو دیکھ کر شیطان نے کیا کیا تھا؟

جواب: شیطان پہلے تو کفار کو امید دیتا رہا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔لیکن جب مسلمانوں کی مدد کے لیے آسمان سے نازل ہوتے ہوئے فرشتوں کو دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا اور کافروں سے کہا میرا تم سے کوئی تعلق ہیں۔مین جو کچھ دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ سکتے۔میں اللہ سے ڈرتا ہوں کیوں کہ وہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

سوال۳: مندرجہ ذیل آیات کا مفہوم بیان کریں۔

(الف) آیت نمبر۴۵

جواب: مفہوم:۔اس آیت میں مسلمانوں کو میدانِ جنگ کے بارے میں دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

ا۔ثابت قدمی: مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب تمھارا کسی کافر فوج سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو تا کہ کفار کو معلوم ہو جائے کہ ان کا مقابلہ کسی بہادر قوم سے ہے۔

۲۔ذکرِ الٰہی: مسلمانوں کو دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ میدانِ جنگ میں اللہ کا ذکر کثرت سے کیا جائے کیوں کہ اگر دل اور ذہن میں اللہ کی یاد ہو تو انسان مضبوط رہتا ہے۔اللہ کی یاد اور ذکر ہی انسان کو امید دیتی ہے کہ وہ میدانِ جنگ کی سختیاں برداشت کرے اور ثابت قدم رہے۔

(ب) آیت نمبر ۴۶

جواب: مفہوم:۔میدانِ جنگ سختیوں اور آزمائشوں کا دوسرا نام ہے، اس آیت میں مسلمانوں کو میدانِ جنگ کے آداب سکھائے گئے ہیں۔

ا۔اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت: میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۲۔باہمی اختلافات سے اجتناب: مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں کیوں کہ آپس کی نا اتفاقی سے تمھاری طاقت کمزور پڑ جائے گی اور تم بزدل ہو جاؤ گے۔

۳۔صبر کی ہدایت: مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ حالات کتنے ہی ناسازگار کیوں نہ ہوں اللہ پر توکّل کریں اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(ج) آیت نمبر ۴۷

جواب: مفہوم:۔اس آیت میں دو باتوں پر زور دیا گیا ہے۔

ا۔غرور اور تکبر سے اجتناب: اس آیت میں کفارِ مکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ جنگ کے لیے جب گھروں سے نکلے تو وہ غرور اور تکبر کے ساتھ اپنی طاقت پر اتراتے ہوئے نکلے تھے۔اللہ کو یہ بات پسند نہ آئی اسی لیے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم ان کافروں جیسے نہ ہو جانا بلکہ عاجزی اختیار کریں۔

۲۔مقصد اللہ کے دین کی سربلندی: کفار کی جنگ کا مقصد دکھاوا، لوگوں کو اپنی طاقت دکھا کر مرعوب کرنا اور راہِ حق سے ہٹانا ہے جبکہ مومنین کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہونی چاہیے۔

رکوع نمبر ۷

سوال ا: سورۃ انفال کی ان آیات میں مسلمانوں کی جہاد کے لیے تیاریاں دیکھ کر منافقین نے کیا تبصرہ کیا؟

جواب: جنگِ بدر میں مسلمان تعداد میں بہت کم تھے۔اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا، مالی حالت بھی کمزور تھی۔جبکہ کفارِ مکہ کی تعداد، اسلحہ اور دولت کے لحاظ سے بہت مضبوط تھے۔مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے لڑائی کی تیاری کر رہے تھے۔منافقین مسلمانوں کا

مذاق اڑاتے تھے۔ مسلمانوں کا شوقِ شہادت اور جنگ کی تیاریاں دیکھ کر منافقین کہنے لگے کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے مغرور کر رکھا ہے۔

سوال۲: کفار کی جانب سے وعدہ شکنی کی صورت میں اللہ تعالیٰ ے نبی اکرم ﷺ کو کیا ہدایات دیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ ننے مدینہ کے یہودیوں اور اردگرد کے مشرک قبائل سے معاہدے کر رکھے تھے لیکن امیں سے اکثر کو جب موقع ملتا ان معاہدوں کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو درج ذیل ہدایات دیں۔

ا۔ عبرت ناک سزا: جب یہ لوگ تمھارے قابو میں آئیں تو انہیں ایسی سزائیں دو کہ ان کا ساتھ دینے والوں کو بھی عبرت ہو جائے۔ ان کے حشر کو دیکھ کر کسی اور کو وعدہ شکنی کی ہمت نہ پڑھے۔

۲۔ معاہدے کے خاتمے کا اعلان: اگر تمھارا کسی کافر قوم سے مقابلہ ہو اور تمھیں خبر ہو کہ وہ معاہدہ توڑ رہے ہیں۔ تو ان پر اچانک حملہ نہ کرو بلکہ پہلے اعلان کر دو کہ ہم بھی معاہدہ ختم کر رہے ہیں۔ اسلام کی بڑائی کا یہ عالم ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کاروائی سے پہلے دشمن کو آگاہ کر دیں کہ اب وہ بھی معاہدے کے پابند نہیں۔

سوال۳: اس سبق میں فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے کیا اسباب بیان کیے گئے ہیں؟

جواب: اس سبق میں فرعون اور آلِ فرعون کی ہلاکت اور بربادی کے درج ذیل سباب بیان کیے گئے ہیں۔

ا۔ انھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا۔

۲۔ انھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا۔

۳۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی۔

۴۔ گناہوں پر ڈٹے رہے۔

۵۔ وہ ظالم لوگ تھے۔

سوال نمبر۴: درج یل آیات کا مفہوم بیان کریں۔

آیت نمبر ۵۰، ۵۱

مفہوم: جنگِ بدر میں جو مشرکین مارے گئے ان کے بارے میں حضرت عبدللہ بن عباس کا قول ہے کہ جب مشرکین جنگِ بدر میں مسلمانوں کی طرف منہ کرتے تھے تو سامنے سے مسلمانوں کی تلواریں پڑتی تھیں اور جب پیٹھ پھیرتے تھے تو فرشتے پیچھے سے کوڑے مارتے تھے اور تمام مشرکوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ عذاب انھیں ان کے برے اعمال کی وجہ سے ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے۔ مگر جب بندے باغی ہو جائیں وہ اپنے ہی برے اعمال کی سزا پاتے ہیں۔

سوال نمبر۵: سورۃ الانفال میں کس قوم پر عذابِ الٰہی کا ذکر آیا ہے؟

جواب: سورۃ الانفال میں فرعون اور آلِ فرعون پر عذاب کا ذکر آیا ہے۔ جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں

کے باعث انہیں سمندر میں ڈبو کر ہلاک کر دیا۔

رکوع نمبر ۸

سوال نمبر ۱: ان آیات میں جہاد کی تیاری میں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کیا حکم دیا؟

جواب: ان آیات میں جہاد کی تیاری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل احکامات دیے ہیں۔

۱۔ جہاد کی تیاری کے لیے لشکر اور سامانِ جنگ تیار رکھو۔

۲۔ اپنے گھوڑوں کو تیار رکھو۔

۳۔ اللہ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کر کرو۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جنگ کی مکمل تیاری ہوتا کہ دشمنوں پر دھاک بیٹھ جائے۔ ظاہری دشمن اور چھپے ہوئے دشمن مسلمانوں کی جنگی تیاری دیکھ کر خوف زدہ رہیں اور حملہ کرنے کی جرات نہ کر سکیں۔

سوال نمبر ۲۔ ان عبارات کا مفہوم بیان کریں۔

(الف) آیت نمبر ۶۰

مفہوم:۔ سوال نمبر ۱ کا جواب ہی اس آیت کا مفہوم ہے۔

(ب) ھوالذی۔۔۔۔۔۔۔۔ ولکن اللہ الف بینھم

ان آیات میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کے اپنے دو احسانات کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ غیبی امداد سے طاقت: پہلا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غیبی امداد اور جاں نثار صحابہ کے ذریعے رسول اللہؐ کو قوت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں میں باہمی اتحاد پیدا کیا اور اس متحد جماعت سے آپ کو تقویت بخشی۔

۲۔ باہمی الفت: دوسرا احسان اللہ تعالیٰ نے یہ کیا کہ ایمان والوں کے دلوں میں الفت ڈال دی اور وہ سب آپس میں محبت سے رہنے لگے۔ یہ الفت زمین کی تمام چیزیں خرچ کر کے بھی حاصل نہیں کی جاسکتی تھی۔ لہٰذا اس باہمی الفت نے حضور ﷺ کو اسلامی ریاست قائم کرنے میں بڑی مدد کی۔

(ج) یایھا النبی۔۔۔۔ من المومنین۔

مفہوم: اس آیات میں حضور ﷺ اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ انہیں اللہ کافی ہے۔ اس وقت صورتحال یہ تھی کہ سارا عرب مسلمانوں کا دشمن ہو چکا تھا۔ یہودی بھی سخت مخالف تھے۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی آپ ﷺ گھبرائیں نہیں آپ ﷺ کے لیے اللہ کی مدد کافی ہے۔ تمہارے دشمن تمھارا کچھ نہیں بگ اڑ سکیں گے۔ آخر کار فت ح اسلام کی ہوگی۔

حدیث نمبر ۶

ترجمہ: ''جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا اور اللہ کی رضا کے لیے عطا کیا اور اللہ کے لیے روکا، تو اس نے ایمان مکمل

کرلیا۔‘‘

تشریح:اس حدیثِ مبارکہ میں تکمیلِ ایمان کے چار اصول بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔انسان کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے۔

۲۔کسی سے بغض رکھے تو محض اللہ کے لیے۔

۳۔انسان کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لیے۔

۴۔اور کسی کو عطا کرنے سے ہاتھ روک لے تو وہ بھی محض اللہ کے لیے۔

ھضورِ پاک ﷺ نے اس حدیث میں ان چاروں اعمال کو ایمان کی تکمیل قرار دیا ہے۔اللہ تعالیٰ انسان سے بے حد محبت کرتا ہے۔انسان کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی محبتوں،الفتوں اور عقیدتوں کا مرکز اللہ ہی کی ذات کو رکھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

’’اے ایمان والو!اگر تمھارے ماں اور بہن بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہی ظالم ہیں۔‘‘

۱۔کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لیے:۔

مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا یہ اخلاقی فرض ہے کہ ہم جس سے محبت کریں اللہ کی رضا کی خاطر کریں۔اللہ کے دوستوں سے محبت کریں۔ حدیثِ نبویؐ ہے۔’’افضل ع مل اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اللہ کی خاطر بغض رکھنا ہے۔‘‘

۲۔کسی سے بغض رکھے تو اللہ ک لیے۔

مومن کسی سے ذاتی دشمنی نہیں رکھتا۔اس کی دشمنی صرف اللہ کے دشمنوں سے ہوتی ہے۔اللہ کے دشمن ہیں کفار،فاسق،مشرک،بے حیا، جھوٹ بولنے والے اور منافق۔اللہ ظالم اور سرکش لوگوں کو پسند نہیں کرتا تو ہم کیوں انہیں پسند کریں۔

۳۔کسی کو کچھ عطا کرے تو اللہ کے لیے:۔

مومن اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کرتا ہے ریا کاری یا دکھاوا نہیں کرتا۔زکوٰۃ،صدقہ اور خیرات اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب مقصد صرف اللہ کو راضی کرنا ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

’’کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے۔‘‘

۴۔کسی کو کچھ دینے سے ہاتھ روکے تو صرف اللہ کے لیے:

مومن کا ہر کام اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔کسی دوست یا رشتہ دار کو زکوٰۃ دی جائے مگر جب وہ مالی طور پر مستحکم ہو جائے تو اس کی مدد بند کر کے کسی مستحق کو دینی چاہیے تو یہ اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔

اس حدیث میں تکمیلِ ایمان کے چار اصول بیان ہوئے ہیں ان پر ع م ل کرنا ضروری ہے ورنہ ایمان مکمل نہیں ہوگا۔